نماز بوقتِ خطبہ پر محققانہ بحث

مولانا عبداللہ خاں صاحب کرتپوری فاضل دیوبند

روایت قولی کا دوسرا جواب روایت شعبہ کو صحیح تصور کرلیا جائے تب بھی مجوزین کا استدلال اس سے صحیح نہیں بیٹھتا ہے مسلم و نسائی کے راوی الفاظ والامام یخطب کی بجائے اس میں وقد خرج الامام روایت کرتے ہیں[1]۔ ان الفاظ سے امام کے نکلنے کے وقت نماز کی اجازت ثابت ہوتی ہے خطبہ کی مشغولیت کے وقت نہیں۔ اس صورت میں روایاتِ ممانعت سے اس روایت کا ٹکراؤ نہیں ہو خروج امام سے مشغولیت خطبہ مراد لینے ہر دو قسم کی روایات کی مراد میں تخالف پیدا ہوتا ہے ورنہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں۔ جو کچھ عرض کیا گیا یہ جدت نہیں۔ اصحاب تالیف بھی اس کا یہی مطلب تصور فرمائے ہوئے ہیں۔ امام نسائی نے روایتِ شعبہ پر علیحدہ باب قائم کیا (باب الصلوٰۃ لمن جاء و قد خرج الامام) باب جمعہ کے دن امام کے نکلنے کے وقت آنے والے کی نماز کے بیان میں۔ امام موصوف نے نماز بوقت خطبہ کے استدلال میں صرف قصۂ سلیکؓ کو پیش کیا۔ اس روایت کو وہاں نہ لائے بلکہ اس کیلئے ان الفاظ کے ساتھ علیحدہ باب باندھا۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک اس کو نماز بوقت خطبہ سے کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح سے امام بخاریؒ بھی اس باب میں اس کو نہیں لائے اور دوسری جگہ عام استدلال کے تحت اس کو نقل کیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کو اس مسئلہ سے غیر متعلق تصور فرمائے ہوئے ہیں کیونکہ استقرار سے امام بخاریؒ کی یہ صنیع دریافت ہوئی ہے کہ وہ جس حدیث کے حکم ظاہری سے کسی مسئلہ کا استدلال صحیح نہیں سمجھتے ہیں تو اس کو اس باب میں نہیں لاتے دوسرے مقام پر کسی استدلال کے تحت لے آتے ہیں (من افادات الشیخ والتفصیل فی العرف الشذی وغیرہ) ان حضرات کا اس روایت کو مسئلہ زیر بحث سے غیر متعلق سمجھنا الفاظ

[1] صحیح بخاری کے راوی والامام یخطب او قد خرج دونوں جملے روایت کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ کلمہ آؤ تنویع کے لئے تجویز فرماتے ہیں اور شیخ الاسلام علامہ محمد انور شاہ رحمۃ اللہ کے نزدیک یہ شک راوی ہے۔ حافظ رح کی رائے کی کوئی دلیل نہیں بیان کی جاسکی۔ ہاں شیخ الاسلام کی رائے کی صحت کے قرائن ہیں۔ امام بخاری کا مسئلہ زیر بحث پر اس سے استدلال نہ کرنا حضرت شیخ کی رائے کی تائید ہے اور امام نسائی کا ان الفاظ کے ساتھ تبویب تائید مزید ہے

منقولہ وقد خرج الامام کی بنا پر ہے۔ امام بخاری جامع صحیح میں وضع تراجم ترتیب ابواب نظم احادیث کے اندر جس اعتنا سے کام لیتے ہیں وہ حدیث سے شغل رکھنے والے طبقہ سے مخفی نہیں ہے پھر ان کا روایت کو باب متعلقہ میں نہ لانا اور دوسری جگہ غیر مخصوص استدلال میں اس سے روشناس کرانا خالی از علت نہیں بقول شاعر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

الحاصل مراد حدیث یہ معلوم ہوتی ہے کہ خروج امام اور شروع خطبہ کے درمیان کا وقفہ جو امام کے منبر پر پہونچنے اور اذان کہے جانے میں ہو اس عرصہ میں یا اتفاقی طور پر امام نکلنے کے بعد کسی کام میں مشغول ہو جائے ایسی حالت میں نماز کی اجازت ہے پھر یہ اجازت بھی حکم موکد نہیں ہوا ورنہ اس کے ترک پر کوئی وعید وارد ہے۔ حافظ ذہبیؒ کا یہ فرمانا بہت صحیح معلوم ہوتا ہے اذ الامر یہ امر مذہب (حاشیہ نصب الرایہ نقلاً عن الذہبی)

مجوزین کے ادعا کے موافق سلیکؓ کو نماز کے لئے فرمانے کے بعد آنحضرت نے یہ حکم عام بیان فرمایا لہذا اس قول کے مراد کی تعیین اسی وقت کے فعل سے کرنی چاہیئے۔ کسی حکم کے وقت کا واقعہ اس کی مراد کا بہترین شارح و مفسر ہوتا ہے۔ سلیک رضی اللہ عنہ کی نماز بعد از خروج امام تو ہوئی لیکن بحالت مشغولیت خطبہ نہیں ہوئی پس اس وقت کا یہ حکم بھی ایسے ہی مواقع کے لئے ہے جبکہ نماز پڑھنے سے خطبہ فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ رہا یہ امر کہ احادیث ممانعت میں خروج امام سے ہی نماز کی ممانعت مذکور ہے اور اس سے خروج امام کے بعد اجازت مستفاد ہو اس کے متعلق یہ عرض ہو کہ اصل مقصود خطبہ کا سننا ہو۔ شریعت میں اس کی اہمیت اس قدر ہو کہ اس کے ذرائع خطبہ کی طرف کان لگانا اس وقت خاموش رہنا یعنی استماع و انصات کو ضروری قرار دیا گیا اور خطبہ کے وقت ہی نماز کی ممانعت نہیں کی گئی بلکہ خروج امام ہی کو نماز کا مانع فرمایا گیا۔ اس امکان کے پیش نظر کہ کوئی خروج امام کے وقت نماز شروع کرے اور خطبہ شروع ہونے تک اس کی نماز ختم نہ ہو سکے اس لئے شارع علیہ السلام کی نظر بلیغ امکانی رکاوٹ کے اندفاع پر پہونچی اور اسی وقت سے نماز کی ممانعت کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ ممانعت مقصود بالذات نہیں بلکہ سداً للذرائع ہو پس جبکہ استماع مامور کے اختلال سے امن ہو اور اس کا خطرہ نہ ہو کہ نماز کی اس وقت ادائیگی سے خطبہ ہاتھ سے چلا جائے گا تو ایسے وقت کے لئے یہ اجازت ہے کہ خروج امام کے بعد بھی یہ دو رکعت

پڑھ لی جائیں[1] شارع علیہ السّلام کا یہ مقصد نہیں کہ خروج امام کے بعد ہر حال میں تحیۃ المسجد کی ادائیگی کی جائے اس کی ممانعت دیگر احادیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اس طور پر جملہ احادیث میں تطبیق باحسن وجوہ ہوجاتی ہے اس موقع پر اسی حدیث کے بعض طرق سے ہر دو قسم کی احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت سامنے آگئی ورنہ اس روایت اور نصوص استماع و انصات کے تعارض کی وجہ سے بھی فعل کو قصد فعل کے معنیٰ میں حمل کرکے تعارض کو دفع کیا جاسکتا تھا۔ محدثین نصوص متعارض ہونے کی صورت میں فعل کو قصد فعل پر محمول کرلیتے ہیں۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں۔ حدیث اذا اتی اہلہ قال بسم اللہ کے بیان کرنے میں اس حدیث کی تضعیف کی طرف اشارہ ہے جس سے خلا اور جماع کے وقت اللہ کے ذکر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے لیکن برتقدیر صحت وہ روایت اس باب کی حدیث کے منافی نہیں اس لئے کہ یہ حدیث ارادہ جماع پر محمول کرلی جائیگی۔

ایک وجہ ترجیح | بوقت خطبہ تحیۃ المسجد کی ادائیگی سے خطبہ فوت ہوتا ہے اور خطبہ سننے سے تحیۃ المسجد فوت ہوتی ہے۔ شریعت کی نظر میں کونسے فعل کا ترک اھون ہے اور کس فعل کا چھوڑنا ترک موکد ہے۔ تحیۃ المسجد بالاتفاق مباح الترک ہے اس کے ترک پر کوئی وعید وارد نہیں اور خطبہ کا ترک تو بڑی بات ہے اس کے ساتھ بے توجہی برتنے پر بھی سخت ناراضگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ پھر خطبہ فوت ہوتا ہے تو اس کا کوئی بدل نہیں۔ تحیۃ المسجد کی مکافات (قضا) ممکن ہے اس لحاظ سے بھی تحیۃ المسجد کا اس وقت نہ پڑھنا ہی احوط ہے۔

دوسری وجہ ترجیح | اواخر خطبہ میں آنے والے کے لئے مجوزین کی تجویز بھی تحیۃ المسجد نہ پڑھنے کی ہے (ملاحظہ ہو فتح الباری) یہ استثناء کسی نص کی وجہ سے نہیں کیا گیا بلکہ اس کی بنا تحیۃ المسجد پر تکبیر اولیٰ کی فضیلت کا تصور ہے۔ سوال یہ ہے کہ خطبہ اور تکبیر اولیٰ میں کس کا درجہ بلند اور اہم ہے۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ خطبہ میں

[1] کتاب اللہ میں اس کے نظائر موجود ہیں (۱) حدود کے معاملہ میں مقصود بالذات ممانعت حدود سے تجاوز کی تھی اس کے لئے فرمایا گیا تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا۔ یہ اللہ کی حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو لیکن دوسرے موقع پر مقصود کی حفاظت اور اہمیت کے پیش نظر تجاوز عن الحدود کی ممانعت کی بجائے اُن کے قریب جانے کی ممانعت کی گئی تلک حدود اللہ فلا تقربوھا (۲) اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے اوصاف میں فرماتا ہے (لا یزنون) وہ زنا نہیں کرتے ہیں اور زنا کی ممانعت کے موقع پر ممنوع کی شدت قباحت کے اظہار اور تاکید کے بطور فرمایا گیا (لا تقربوا الزنیٰ) زنا کے قریب نہ پھٹکنا۔

بے اعتنائی برتنے والے پر جس قدر عتاب وارد ہے تکبیر اولیٰ کے تارک پر بھی اس قدر ناراضگی ثابت نہیں۔ پس جبکہ خطبہ سے کم درجہ کی چیز (تکبیراولیٰ) کے فوت ہونے کے اندیشہ کی وجہ سے اس حدیث میں قیاساً تخصیص کی جا سکتی ہے تو اعلیٰ چیز (خطبہ) کے فوت ہونے کی وجہ سے بدرجۂ اولیٰ اس میں قیاساً تخصیص ہونی چاہیئے بالخصوص جبکہ نصوص مخصصہ بھی ہوں۔ تکبیر اولیٰ پر خطبہ کی افضلیت اس سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ تکبیر نماز کا ایک مختصر جزر ہے جس کے بغیر بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور خطبہ پوری نماز ایک شفعہ یعنی دو رکعت کا قائم مقام ہے۔ حافظ بیہقی سنن کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

روینا ذٰلك عن عطاء بن ابی رباح وغیرہ	ہم نے عطاء بن رباح سعید بن جبیر وغیرہ سے روایت
وعن سعید بن جبیر کانت الجمعۃ اربعًا	کیا ہے کہ جمعہ کی چار رکعات تھیں۔ دو رکعت کے قائم مقام
فجعلت الخطبۃ مکان الرکعتین۔	خطبہ کو کر دیا گیا اور دو رکعت اصل صورت پر رہیں۔

مولف کنز العمال متعدد کتب کے حوالہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں انما جعلت الخطبۃ مکان الرکعتین یعنی جمعہ کی چار رکعات میں سے دو رکعت اصل صورت میں موجود ہیں اور دو رکعت کے قائم مقام خطبہ کو کر دیا گیا۔

مجوزین کی جانب سے یہی دو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں جو بعد تحقیق اُن کے لئے مفید نظر نہیں آتی ہیں۔ ایک غور طلب امر یہ ہے کہ احادیث کے اس بے شمار ذخیرہ میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا موجود نہیں جس سے بالتصریح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں مشغول ہونے کے وقت تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا ثبوت ملتا ہو۔ کسی ایسے مسئلہ کا جو عام طور سے پیش آنے والا نہ ہو نقول و روایات سے خالی ہونا قابل تعجب امر نہ تھا لیکن ایسے امر کا دعویٰ جو ہر ہفتہ مجمع عام میں پیش آتا ہو اس کا اس طرح سے ثبوت سے خالی ہونا ہی مخالف پہلو کو روشن کرتا ہے۔ مزید براں اس کے برخلاف زمانۂ نبوی کے متعدد واقعات ہیں جن میں خطبہ کے وقت آنیوالے کو نماز کا حکم نہیں کیا گیا ذیل میں سات واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ مقدم الذکر واقعہ امام طحاوی رحمۃ اللہ کا پیش فرمودہ ہے اور درمیان کے تین واقعات حضرت استاذ شیخ الاسلام مولانا محمد انور شاہ رحمۃ اللہ کے بیان فرمودہ ہیں اور آخر کے تین واقعات راقم الحروف کی جستجو کا نتیجہ ہیں۔

(۱) عن ابی الزاهریۃ قال کنا عند	ابوزاہریہ سے روایت ہے انھوں نے کہا ہم عبد اللہ

عبد اللہ بن بسر جاء رجل یتخطی رقاب الناس فقال عبد اللہ بن بسر جاء رجل یتخطی رقاب الناس والنبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجلس فقد آذیت ۔ رواہ الطحاوی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وغیرھم ۔ ؎

بن بسر (صحابی) کے پاس تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا آیا اس پر عبداللہ بن بسر نے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے وقت کوئی شخص لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا آیا تھا تو آنحضرتؐ نے اسکو فرمایا بیٹھ جاؤ تم نے لوگوں کو تکلیف دی (طحاوی، ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ وغیرہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

؎ اس واقعہ کے متعلق حافظ ابن حجرؒ کے اعتراضات مع جوابات درج ذیل ہیں (اعتراض ۱) قصہ سلیکؓ اور اس واقعہ میں اس طرح سے تطبیق ہوسکتی ہے کہ حکم جلوس مشروط یا دائیگی نماز مراد لیا جائے (جواب ۱) یہ مراد لینا حدیث میں تصرف محض ہے افصح العرب والعجم کا کلام اس قسم کی منطقی آلودگیوں سے منزہ ہے نیز سابقاً یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ خطبہ کے وقت بیٹھ جانے کے حکم کا مطلب نماز کی ممانعت کا ہوتا ہے پھر اس امر سے نہی کیسے مراد لی جاسکتی ہے (اعتراض ۲) یہ بھی احتمال ہے کہ یہ واقعہ تحیۃ المسجد کی مشروعیت سے قبل کا ہو (جواب ۲) حافظؒ (اپنے طرز کے موافق) اس صورت میں نسخ اتصالات کے مدعی ہوئے اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا ہو (اعتراض ۳) بیان جواز کے لئے نماز کا حکم نہ فرمایا گیا ہو (جواب ۳) کاش کہ اپنے اس ادعا کو شارع علیہ السّلام کے الفاظ سے ثابت فرمادیا جاتا پھر جبکہ اس کے علاوہ بھی متعدد واقعات ہیں تو اس احتمال غیر ثابت پر کہاں تک ھَلُمَّ جرًّا کا منتر پڑھا جائے گا۔

(اعتراض ۴) آخر خطبہ میں آنا ہوا اور آنحضرتؐ نے تنگی وقت کی وجہ سے نماز کا حکم نہ فرمایا (جواب ۴) یہ رجم بالغیب ہے اور مجوزین کے پاس اس صورت کے استثناء کی کوئی دلیل نہیں (اعتراض ۵) ممکن ہے کہ یہ شخص مؤخر مسجد میں نماز پڑھ کر پھر آگے بڑھے ہوں (جواب ۵) یہ تیا سی تیر ہے جس کا الفاظ روایت سے کوئی ثبوت نہیں ہے جبکہ اس واقعہ کی کسی روایت کے الفاظ سے اشارۃً بھی ان امور کا ثبوت نہیں ہو تو حافظ رحمہ اللہ کی یہ احتمال سازی ہرگز ثبت نہیں ہوسکتی ۔ تعجب ہو حافظؒ قصہ سلیکؓ میں تو تصریحات کی بھی پرواہ نہیں کرتے مگر اس روایت میں ایسے احتمالات نکالتے ہیں جن پر نہ کوئی قرینہ دال ہو اور نہ سیاق ہی ان کو قبول کرتا ہے ۔ مدار نقل و ثبوت پر ہے نہ احتمالات پر، پھر احتمالات بھی عاری عن القرائن ۔ خوب فرمایا حافظ عینی رحمہ اللہ نے ۔ والاحتمال اذا کان ناشٍ عن غیر دلیل فھو لغو لا یعتد بہ (عمدۃ القاری)

اس حدیث سے ملحق دوسرے اور تیسرے واقعہ میں خطبہ کے وقت آنے والے شخص کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دروازہ سے داخل مسجد ہونے اور آپ کے سامنے کھڑے ہوکر دو جمعوں میں بارش سے متعلق دعا کی درخواست کا جس سیاق والفاظ کے ساتھ تذکرہ ہے وہ حافظؒ کے اس (پانچویں) احتمال کے خلاف بالکل ہی حجت قاطع ہے ۔

خطبہ کے وقت آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ جانے کا حکم فرمایا لیکن تحیۃ المسجد کی ادائیگی کے لئے نہیں فرمایا۔

(۲) ان رجلاً دخل المسجد یوم الجمعۃ من باب کان وجاہ المنبر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائماً یخطب فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما فقال ھلکت الاموال وانقطعت السبل فادع اللہ ان یغیثنا قال فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ فقال اللھم اسقنا اللھم اسقنا اللھم اسقنا (رواہ الشیخان وغیرہما)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص منبر کے سامنے والے دروازہ سے داخل (مسجد) ہوئے اور آپ کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) تمام نقصانات ہوگئے سفر بند ہوگئے۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لئے بارش کو حکم فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھاکر تین مرتبہ فرمایا اے اللہ ہمکو سیراب فرما (بخاری ومسلم وغیرہما)

یہ شخص عین خطبہ کے وقت منبر کے سامنے کے دروازہ سے داخل ہوکر آپ کے سامنے کھڑے ہوکر بارش کے لئے طالب دعا ہوئے آپ ان کی درخواست پر بارش کے لئے دعا فرماتے ہیں لیکن ان کو نماز کا حکم نہیں فرماتے ہیں۔

(۳) (فی الحدیث السابق) ثم دخل رجل من ذالک الباب فی الجمعۃ المقبلۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما یخطب فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائما فقال یا رسول اللہ ھلکت الاموال وانقطعت السبل فادع اللہ ان یمسکھا قال فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدیہ ثم قال اللھم حوالینا ولا علینا (رواہ الشیخان وغیرہما)

(گذشتہ حدیث ہی میں ہے) آئندہ جمعہ پھر اسی دروازہ سے وہ شخص آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے آپ کے سامنے کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ (اب کثرت بارش سے) تمام نقصانات ہوگئے، راستے بند ہوگئے۔ اللہ سے بارش کے رکنے کی دعا فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھاکر دعا فرمائی اے اللہ ہمارے اطراف میں برسا ہم پر مت برسا۔ بخاری ومسلم وغیرہما نے اس کو روایت کیا ہے۔

اس جمعہ میں بھی یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے وقت آپ کے سامنے کے دروازہ سے داخل ہوئے آنحضرتؐ نے انکی درخواست پر بارش رکنے کی دعا فرمائی لیکن ان کو تحیۃ المسجد کے لئے نہیں فرمایا۔

(۴) عن جابرؓ قال لما استوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر یوم الجمعۃ فقال

جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے انھوں نے کہا جمعہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر تشریف فرما ہوئے تو (لوگوں سے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلسوا فسمع	فرمایا بیٹھ جاؤ۔ اس کو ابن مسعودؓ نے سُنا (اور وہ اس وقت
ذلك ابن مسعود فجلس علی باب المسجد	مسجد کے دروازہ پر تھے) تو وہ دروازہ پر ہی بیٹھ گئے آنحضرت
فرأه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال	صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (دروازہ پر بیٹھتا ہوا) دیکھ کر
تعال یا عبد اللہ بن مسعود - رواہ ابو داؤد	فرمایا اے عبداللہ بن مسعود تم (آگے) آجاؤ۔
وابن ابی شیبۃ والبیهقی والحاکم	اس کو ابو داؤد، بیہقی، ابو بکر ابن ابی شیبہ اور حاکم نے روایت کیا ہے

اس واقعہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دروازہ پر بیٹھے ہوئے دیکھکر بُلالیا لیکن بحالت خطبہ تحیۃ المسجد کے لئے نہیں فرمایا۔

(۵) عن الزهری عن عبد الرحمٰن بن	زہری رحمہ اللہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روایت
عبد اللہ بن کعب ان الرھط الذی بعث	کرتے ہیں جس جماعت کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (دشمن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابن ابی	اسلام) ابن ابی الحقیق کے قتل کے لئے روانہ فرمایا تھا وہ بعد از
الحقیق لیقتلوہ فقتلوہ وقدموا علی رسول اللہ	قتل واپس ہوئے تو اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے
صلی اللہ علیہ وسلم وھو قائم علی المنبر	ہوئے تھے جمعہ کا دن تھا آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کامیاب
یوم الجمعۃ فقال لهم رسول اللہ صلی اللہ	چہرے ہیں وفد نے عرض کیا آپ کا ہی چہرۂ انور فائز المرام ہے
علیہ وسلم حین رأهم افلحت الوجوہ	یا رسول اللہ۔ فرمایا کیا اس کو قتل کردیا عرض کیا بیشک جس
فقالوا افلح وجهك یا رسول اللہ قال اقتلتموہ	تلوار کے ذریعہ دشمن قتل کیا گیا تھا پھر اس کو آنحضرت
قالوا نعم فدعا بالسیف الذی قتل به وھو	صلی اللہ علیہ وسلم نے منگا یا اور منبر پر کھڑے کھڑے ہی نیام
قائم علی المنبر فسله فقال رسول اللہ صلی اللہ	میں سے اس کو نکالا اور فرمایا بیشک یہ تلوار کی دھار پر اس
علیہ وسلم اجل ھذا طعامه فی ذباب السیف (سنن بیهقی)	کی خوراک ہے (سنن بیہقی)

اس موقع پر بھی خطبہ کے وقت آنے والوں کو تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا حکم مرحمت نہیں فرمایا گیا۔

ان پانچوں واقعات میں خطبۂ جمعہ کی تصریح ہو۔ ذیل کی دو روایتوں میں اس کی تصریح نہیں مگر بظاہر یہ بھی خطبات جمعہ کے ہی واقعات ہیں۔ امام مسلم حافظ ابو بکر بیہقی محدث حاکم (رحمہم اللہ)

ان ہر دو روایات کو ابواب الجمعہ میں ہی لاتے ہیں۔ بالغرض یہ دونوں واقعات خطبات جمعہ کے نہوں تب بھی اُن سے مسئلہ زیر بحث پر استدلال درست ہے۔ جب غیر جمعہ کے خطبات میں نماز کا حکم نہ فرمایا گیا تو پھر افضل الخطب (خطبۂ جمعہ) استماع وانصات کا بدرجۂ اولیٰ مستحق ہے۔

(۶) حدثنی قیس عن ابیه انهٗ جاء و رسول الله صلی الله علیه وسلم یخطب فقام فی الشمس فامر به فتحول الی الظل۔ (رواہ احمد والبیهقی)

قیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے۔ وہ دھوپ ہی میں کھڑے ہو گئے پس آنحضرتؐ نے ان کو (دھوپ سے بچنے کے لئے) فرمایا تو وہ سایہ میں ہو گئے۔ امام احمد نے اپنے مسند اور بیہقی نے سنن کبریٰ میں اس کو روایت کیا ہے۔

اس موقع پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے وقت آنے والے کو دھوپ سے بچنے کے لئے تو فرمایا لیکن ان کو تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا حکم نہیں فرمایا۔

(۷) قال ابو رفاعة انتهیت الی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یخطب قال فقلت یا رسول الله رجل غریب یسئل عن دینه لا یدری ما دینه قال فاقبل علیَّ رسول الله صلی الله علیه وسلم وترك خطبتهٗ حتی انتهی الیَّ فاتی بکرسی حسبت قوائمهٗ حدیدًا قال فقعد رسول الله صلی الله علیه وسلم وجعل یعلمنی مما علمه الله ثم اتی خطبتهٗ فاتم آخرہ۔ رواہ مسلم فی صحیحه والبیهقی فی سننه الکبریٰ والحاکم فی المستدرک (ابواب الجمعہ)

ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپ خطبہ فرما رہے تھے میں نے (اپنے متعلق) عرض کیا کہ یہ پردیسی حاضر ہوا ہے جو اپنے دین کی باتیں پوچھنا چاہتا ہے دین سے ناواقف ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو گئے اور میرے پاس تک پہونچ گئے اور کرسی لائی گئی جس کے پائے میرے خیال میں لوہے کے تھے آنحضرتؐ اس پر تشریف فرما ہوئے اور مجھ کو آپ اللہ کی سکھائی ہوئی دین کی باتوں کو سکھاتے رہے اس کے بعد آپ خطبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو پورا فرمایا۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی جامع صحیح میں اور حافظ ابوبکر بیہقی نے سنن کبریٰ میں اور محدث حاکم نے مستدرک میں ابواب جمعہ میں روایت کیا ہے۔

اس واقعہ میں بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کے وقت آنے والے کو تحیۃ المسجد کی ادائیگی کا حکم نہیں فرمایا۔

یہ واقعات حیات نبوی میں مختلف مواقع پر پیش آئے ان کو خصوصیت سے کوئی واسطہ نہیں اور انہی کے اقتضاء کے موافق جمہور صحابہ وتابعین کا مسلک ہے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔